AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 1, No. 4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

ریاست کی تعمیر و تشکیل میں "مرکزی سیکریٹریٹ"کے ماتحت اداروں کا کردار عہد نبویﷺ سے رہنمائی

THE ROLE OF THE SUBORDINATE INSTITUTIONS OF THE "CENTRAL SECRETARIAT" IN THE CONSTRUCTION AND FORMATION OF THE STATE IS GUIDED BY THE PROPHET'S (ﷺ) COVENANT.

ڈاکٹر عبدالغفار

ڈائریکٹر سیرت رحمۃ للعالمینؐ چیئر، اسسٹنٹ پروفیسر،صدر شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

حافظ عبدالمنان

پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

حافظ انتظار احمد

پی ایچ ڈی سکالر،شعبہ علوم اسلامیہ، یونیورسٹی آف اوکاڑہ، اوکاڑہ

Abstract:

After careful study and observation of Islamic law, it is known that Islam and government and state are inseparable, without the formation and construction of which, social, cultural development is inevitable. Hazrat Muhammad ﷺ), the Messenger of Allah (, had such foresight, prudence and political insight that he established a center for the implementation of the basic principles of the Islamic state. And for the establishment of a righteous society, he formed national institutions. Basically, he wanted to strengthen the city-state of Mecca, which was established by Qusay bin Kilab in 440, whose leadership had ended at the time of his mission. However, later, after the migration to Medina, the foundation of the Prophet's Mosque was laid in Medina. The Prophet's Mosque was simultaneously a place of worship, Dar al-Shura (parliamentary house) and a place of gathering for Muslims. This is where agreements were made, embassies were sent and delegations were received. The office of invitation letters and the center of military planning were here. It was there that preparations for Jihad in the way of Allah were made. It was there that appeals were made for spending in the way of Allah, the spoils of war were also distributed, and disputes were decided here. In short, the Prophet's Mosque was the central secretariat of the first Islamic state. From which these institutions began. This article will present its analysis in a scientific and historical manner.

Keywords: Role; Subordinate; Institutions; Central Secretariat; State Covenant.

شریعت اسلامیہ کا بغور مطالعہ ومشاہدہ کے بعد علم ہوتا ہے کہ اسلام اور حکومت وریاست لازم وملزوم ہیں جس کی تشکیل وتعمیر کے بغیر معاشرتی، سماجی، تمدنی ترقی ناگزیر ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی حد درجہ دور اندیشی،تدبر اور سیاسی بصیرت تھی کہ آپ ﷺ نے اسلامی ریاست کے بنیادی اصولوں کے نفاد کے لیے ایک مرکز قائم کیا۔اور ایک صالح معاشرہ کے قیام کے لیے، قومی ادارے تشکیل دیئے بنیادی طور پر آپ ﷺ نے مکہ کی شہری ریاست جسے قصی بن کلاب نے 440 میں قائم کیا تھا جسکی سربراہی آپ ﷺ کی بعثت وقت ختم ہو چکی تھی آپ ﷺ نے اسے بھی مضبوط کرنا چاہا تاہم بعد میں ہجرت مدینہ کے بعد مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی بنیاد

رکھی گئی۔[1] مسجد نبوی بیک وقت عبادت گاہ، دارالشوریٰ (پارلیمنٹ ہاؤس)اور مسلمانوں کا مقام اجتماع تھا۔ یہیں معاہدے ہوتے، سفارتیں روانہ کی جاتیں اور وفود کا استقبال کیا جاتا۔ دعوتی خطوط کا دفتر اور عسکری منصوبہ سازی کا مرکز یہیں تھا۔ اسی میں جہاد فی سبیل اللہ کی تیاری ہوتی۔ اسی میں انفاق فی سبیل اللہ کی اپیل کی جاتی تھی، اموال غنائم بھی اسی جگہ تقسیم کئے جاتے تھے، یہیں نزاعات کے فیصلے ہوتے تھے۔ الغرض مسجد نبوی پہلی اسلامی ریاست کا مرکزی سیکریٹریٹ تھا۔ جس سے ان اداروں کا آغاز ہوا۔ مقالہ ہذا میں اس کا سائنٹیفک اور تاریخی اسلوب میں تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

تحقیق کا بنیادی سوال

ریاست کو اسلامی، فلاحی، تعمیری بنانے کے لیے مرکزی سیکریٹریٹ کا قیام انتہائی ضروری ہوتا ہے کیونکہ Centralized نظام کے تحت امور ریاست بہتر طریقہ کار کے مطابق چلائے جا سکتے ہیں اس لیے ریاست پاکستان میں بھی مرکزی سیکریٹریٹ کو فعال اور مضبوط بنانا انتہائی ضروری ہے۔ اسکے لیے کیا اقدامات کیے جا سکتے ہیں۔ مسجد نبوی کے ساتھ ہی رضاکار مجاہدین اور حصول علم کے لیے وقف صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی قیام گاہ صفہ تھی۔ مدینہ پہنچنے کے چھ ماہ کے اندر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے اسلامی ریاست کا پرچم تیار کر کے اسلامی ریاست کے باقاعدہ تشخص کا تعین فرمایا۔ یہ پرچم سب سے پہلے حضرت عبداللہ بن حارث ؓ کو عطا کیا گیا تھا تاکہ وہ اسے دشمنوں کے مقابلے میں بلند کریں۔ اب اس نوزائیدہ اسلامی ریاست کی طاقت و اہمیت کو کفار مکہ بھی محسوس کرنے لگے۔[2]

رسول اکرم ﷺ نے مسجد میں باجماعت نماز کو لازم قرار دے کر اسے اسلام کی تمام سرگرمیوں کا مرکز بنا دیا۔ اس مرکز میں مسلمانوں کو اخوت، ہمدردی، تعارف، حریت معاشرتی عدل کی تعلیم دی جاتی تھی یوں مذہبی اہمیت کے ساتھ ساتھ اس کی سیاسی حیثیت کو بھی وجود ملا۔ حضور ﷺ نے اپنی تمام تر معاشرتی، اخلاقی، دینی، سیاسی اور عدل وانصاف کی سرگیوں کو محور مسجد کو ہی قرار دیا۔ باجماعت نماز کے اہتمام سے مسلمانوں کو نظم وضبط کو درس دیا۔ اس مرکز نے مسلمانوں کی اخلاقی، دینی، معاشرتی اور عسکری تعلیم وتربیت میں غیر معمولی کردار ادا کیا۔ اسلامی ریاست کے دارالخلافہ مدینہ میں مسجد نبوی اسلامی حکومت کا مرکزی سیکریٹریٹ، پارلیمنٹ، عدالت عالیہ اور عسکری تیاریوں کا مرکز تھی۔[3]

عہد نبوی ﷺ میں ریاست کے معاشی و اقتصادی ادارے: حضور نبی اکرم ﷺ نے اسلامی ریاست کے قیام کے ساتھ ہی افراد معاشرے کی معاشی اور اقتصادی بحالی کو اولین ترجیح دی۔ مکہ سے ہجرت کر کے آنے والے مہاجرین کے پاس کوئی وسائل نہیں تھے۔ مقامی آبادی یعنی انصار مدینہ کی معیشت بھی متوسط درجے کی تھی۔ سو مہاجرین کا مسئلہ مواخاۃ کے ذریعے حل کیا گیا۔ اس طرح مہاجرین کی تمام بے گھر آبادی مواخاۃ کے اصول کے تحت ایک دن میں اپنے انصار دینی بھائیوں کے گھروں میں ابتدائی امداد کے طور پر آباد ہو گئی۔ تاہم کئی مہاجرین نے ایک دن بھی اپنے انصاری بھائی پر بوجھ بننا پسند نہ کیا اور بعض چند دن کے بعد خود انحصاری کی راہ پر گامزن ہو گئے۔[4]

مدینہ کی نوزائیدہ اسلامی ریاست میں مواخات جیسا بڑا فیصلہ جس کے نتیجے میں نو آمدہ باشندے اہل مدینہ کے وسائل معشیت میں برابر کے شریک ہو گئے آپ کے ریاستی معاملات پر مکمل اختیار اور موثریت کا مظہر ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسلامی برادری کو مواخاتی اصول کے تحت آباد کر کے نئی اسلامی ریاست کا سرا بوجھ آبادی کی طرف منتقل کر دیا پھر ایک ساتھ رہنے سے ان میں باہمی محبت ویگانگت اور تہذیبی یکسانیت کے تعلقات پیدا ہو گئے اس طرح انہیں ایک دوسرے کو سمجھنے اور باہم افہام و تفہیم کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ مدینہ کی جدید وقدیم آبادی دو مختلف گروہوں پر مشتمل ہونے کے باوجود باہم شیر وشکر ہو گئی۔ اس حکمت عملی نے مہاجرین اور مقامی لوگوں کے

1۔ محمد حمید اللہ، عہد نبوی میں نظام حکمرانی، مکہ کی شہری ریاست اور اس کا نظم ونسق، اردو اکیڈمی کراچی، سندھ، 1981ء، ص22

2 ابن ہشام، محمد عبدالملک بن ھشام، سیرت النبویہ، اسلامی کتب خانہ لاہور، 2006ء، 145/2

3 ابوداود، سلیمان بن اشعث، السنن، کتاب الوصایا، دارالسلام للطبع والنشر الریاض، 2000ء، حدیث 4698

4 محمد حمید اللہ، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، دارالاشاعت کراچی، 1961ء، ص47

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 1, No. 4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

درمیان رقابت و مسابقت کا تدارک بھی کر دیا اور دونوں کے درمیان کوئی غیریت باقی نہ رہی۔ بالآخر دونوں گروہ باہم اس طرح گھل مل گئے کہ ان میں کبھی بھی مہاجر اور مقامی کی بنیاد پر کوئی تنازعہ پیدا نہ ہوا۔ اس حکمت عملی سے ریاست کے سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی مسائل حل ہو گئے۔ مہاجرین کی تجارتی مہارت اور انصار کی زرعی اہلیت کے باہم ملنے سے مدینہ کی کاروباری اور اقتصادی حلات پر بھی بہت اچھے اثرات مرتب ہوئے۔

عہد نبوی ﷺ میں ریاست کا انتظامی نظام :

ریاست مدینہ کا نظم و نسق انتظامی طور پر تین سطحوں پر قائم تھا۔

1۔ مرکزی سطح　2۔ صوبائی سطح　3۔ مقامی سطح

مدینہ میں آپ ﷺ سے قبل کوئی نظام موجود نہ تھا، تمام نظام کا آپ ﷺ نے ہی آغاز فرمایا اور اسے ترقی دی۔ آپ نے اس نظام کی بنیاد ان اصولوں پر رکھی جو جدید تہذیب کی بنیاد بنے مثلاً شہری منصوبہ بندی کے سلسلے میں آپ ﷺ نے فرمایا :

”جب تم راستوں کی توسیع کرو تو انہیں سات گز چوڑا رکھو (تاکہ) دو لدہ ہوئے جانور بآسانی آمنے سامنے گزر سکیں۔“[5]

گویا آپ نے دو رویہ ٹریفک (Double way Traffic) اور بلدیاتی منتظمہ (Local Administration) کا تصور دیا۔ چند کاتبوں پر مشتمل ایک دفتر (سیکریٹریٹ) بھی قائم کیا گیا۔[6]

تنظیمی ڈھانچہ کی درجہ بندی اور محکمہ جات کی تقسیم کا انتظام و انصرام مثالی نوعیت کا تھا جس میں اقتدار و اختیار کا سرچشمہ نبی اکرم ﷺ تھے، سربراہ حکومت کی حیثیت سے آپ نے اپنے کچھ اختیارات (Power) مرکزی، صوبائی اور مقامی حکام کو بھی منتقل (Delegate) کر رکھے تھے۔ تینوں سطحوں کے حکام کی تقرری تبدیلی اور معزولی کا کلی اختیار آئین کے مطابق آپ ﷺ کے پاس تھا۔[7] مرکزی انتظامیہ میں مختلف نوعیت کے عہدیداران شامل تھے۔ جبکہ صوبائی انتظامیہ میں ولاۃ (گورنر) اور ان کے ماتحت حکام اور عمال شامل تھے۔ مقامی نظم و نسق کی سطح پر ریاستی ڈھانچہ شیوخ قبائل، مقامی منتظمہ، نقیبان شہر مدینہ، عدلیہ اور عمومی افسران پر مشتمل تھا۔

ریاست مدینہ کا عدالتی نظام اور جیل خانہ جات کا قیام:

شروع میں عدلیہ کے عہدوں کو انتظامیہ کا ہی جزو سمجھا جاتا تھا چنانچہ اکثر و بیشتر حاکم علاقہ عدلیہ کا افسر اعلیٰ بھی ہوتا تھا۔ اس حیثیت سے رسول اکرم ﷺ ریاست اسلامی کے قاضی القضاۃ یا چیف جسٹس بھی تھے۔ مرکز میں حضرت عمر، حضرت عقبہ، حضرت علی، حضرت معاذ بن جبل، حضرت معاذ بن جبل، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت ابی بن کعب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معقل بن یسارؓ کے اسماء گرامی قاضیان و مفتیان شہر میں شامل ہیں۔ صوبائی گورنروں خاص کر حضرت معاذ بن جبل خزرجیؓ کے بارے میں بڑی صراحت کے ساتھ یہ بیان ملتا ہے کہ ان کو قاضی کے اختیارات بھی حاصل تھے۔ مقامی طور پر اختیارات مقامی منتظمین کو بھی عطا کیے گئے تھے۔ ان کے دوسرے اختیارات کی مانند ان کے عدلیہ کے اختیارات بھی انہیں کے علاقوں تک محدود تھے اور کسی علاقہ کے قاضی کے فیصلہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے تھے اس قسم کا اعلیٰ حق صرف نبوی عدلیہ کو حاصل تھا جو تمام عدالتوں پر فوقیت و برتری رکھتی تھی۔[8]

ریاست مدینہ کا سرکاری تعلیمی نظام :

نبی اکرم ﷺ پر وحی کا آغاز ”اقراء“ سے ہوا جو اسلام میں علم کی اہمیت کو ظاہر کرتا ہے۔[9]

---

5 ابو بکر بیہقی، السنن الکبریٰ، دار الکتب العلمیہ، بیروت، الطبعۃ الثالثۃ، 1424، حدیث 1142

6 ابن اثیر، عزالدین، الکامل فی التاریخ، دار المعرفہ بیروت، 1965ء، ص 157

7 ابن حزم، جوامع السیرۃ، دار المعارف، مصر، 1428ھ، 87/2

8 ابن حبیب بغدادی، کتاب المحبر، دار الاشاعت دکن، 1942ء، 112

9 السمہودی، علی نورالدین، وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ ﷺ، دار الکتب العلمیہ، مصر، 1326ھ، 67/1

Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

اسی لئے ریاست مدینہ میں تعلیمی نظام کا قیام آپ کی توجہ سے اوجھل نہیں ہوا۔آپ نے مسجد نبوی کے اندر ”صفہ“ کے نام سے ایک حصہ مختص فرمایا تھا جو تعلیم کے لئے مخصوص تھا۔یہ دن کے وقت تعلیم گاہ کا کام دیتا اور رات کے وقت اہل صفہ کی قیام گاہ ہوتا۔یہ اسلامی ریاست کی پہلی اقامتی یونیورسٹی (Residential University) تھی۔ جہاں لوگوں کو ان کی ضروریات کے مطابق تعلیم دی جاتی تھی۔آپ ﷺ نے صفہ میں پڑھنا اور لکھنا سکھانے کا اہتمام فرمایا۔ یہاں نہ صرف قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کی تعلیم دی جاتی تھی بلکہ آپ ﷺ نے خوش نویس صحابہ کو لکھا سکھانے پر بھی مامور فرمایا۔[10] تعلیمی نظام کو ریاستی سطح پر منظم کرنے کے لئے آپ نے مختلف عہدیدار کے علاقے میں جاتے تھے۔[11] وروہاں تعلیم کا بندوبست اور انتظام کرتے تھے۔مختلف علاقوں میں افراد کا مختلف عہدوں پر تقرر کا مقصد یہ تھا کہ تعلیمی سرگرمیاں حکومت کی نگرانی میں رہیں اور اگر کوئی خرابی نظر آئے تو اس کی اصلاح اور سدباب بھی کیا جاسکے۔

ریاست مدینہ کا سرکاری مالیاتی نظام :

ریاست مدینہ کے قیام کے وقت ریاست کے مالیاتی وسائل نہ ہونے کے برابر تھے۔نبی اکرم ﷺ کی مواخات کی حکمت علمی ہی اس ابتدائی زمانے میں ریاست کے معالیاتی اور اقتصادی استحکام کا باعث بنی۔بعد میں بتدریج مالیاتی نظام کا رتقاءوفروغ ہوتا گیا۔اسلامی ریاست کے اہم ذرائع آمدنی یہ تھے:

1۔زکوٰۃ
2۔غنائم
3۔زراعت
4۔متفرق ذرائع۔

9ھ میں حکم فرضیت کے بعد زکوٰۃ ریاست مدینہ کا بڑا اور مستقل ذریعہ آمدن بن گئی۔اسلام سے قبل جنگوں میں حاصل ہونے والے مال غنیمت بغیر کسی ضابطے کے تقسیم کیا جاتا تھا۔آپ ﷺ نے مال غنیمت کی تقسیم کا ضابطہ بنایا اور اس میں ریاست کا حصہ رکھا۔مال غنیمت سے حاصل ہونے والی آمدنی حکومتی خزانے میں جمع کی جاتی تھی۔اسلام سے قبل جنگ میں حاصل ہونے والے مال غنیمت کا چوتھائی سپہ سالار لے لیتا تھا جسے مرباع کہتے تھے۔[12] آپ نے ریاست کا چوتھائی نہیں بلکہ پانچواں حصہ مقرر فرمایا۔[13] جس کا فائدہ یہ ہوا کہ :

1۔ سپہ سالار کی شخصی آمدنی کی بجائے ریاستی آمدن میں اضافہ ہونے لگا اور ریاست کو مستقل ذریعہ آمدن مل گیا۔
2۔ اسلامی ریاست کا حصہ زمانہ جاہلیت کے سرداروں کے حصے سے کم رکھا گیا۔جو اسلام کی انسانیت نوازی کی دلیل بن گیا۔
3۔ اگر غیر مسلم بھی جنگ لڑنا چاہتے تو ان کے لیے معاشی ترغیبات کی بناپر اسلامی لشکر کی طرف سے لڑنا ان کی اولین ترجیح ہوتا ہے۔آپ نے مال غنیمت کی تقسیم میں کسی بے قاعدگی کے انسداد کے لئے حکم فرمایا کہ پہلے مال غنیمت ایک جگہ اکٹھا کیا جائے پھر تقسیم کیا جائے۔[14]

اس طرح آپ نے سپہ سالار اور معمولی سپاہی کا مال غنیمت میں حصہ برابر کردیا۔تاہم سوار جنگجو کو پیدل سے زیادہ حصہ دیا جاتا تھا۔ریاست کی آمدنی کا تیسرا ذریعہ زراعت تھا۔ان تمام مدات سے حاصل ہونے والی آمدنی کا حساب حضرت بلالؓ کے پاس ہوتا تھا جو موذن رسول ﷺ بھی تھے۔مسجد نبوی کے ایک حجرے کو مقفل

10 ابو محمد بن سعد،الطبقات،دارالکتب العلمیہ،بیروت،الطبعۃ الأولی،1410ھ،2:335
11 مزید مطالعہ کے لیے:عہد نبویؐ میں نوجوان صحابہؓ کا بطور معلم تقرر اور اصلاح معاشرہ کے لیے ان کا کردار از ڈاکٹر عبدالغفار، مجلہ البصیرہ نمل اسلام آباد دیکھا جاسکتا ہے۔
12 الحلبی، علی بن برہان الدین،السیرۃ الحلبیہ، للطبع والنشر، قاہرہ، 1962ء،ص190
13 مسلم بن حجاج،الصحیح، دارالسلام للطبع واللنشر الریاض،2000ء،حدیث:1902
14 سلیمان منصور پوری،رحمۃ للعالمین،مکتبہ رحمانیہ،لاہور،1953ء، 148/2

Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

رکھا جاتا تھا، جس کے انچارج حضرت بلالؓ تھے۔[15] گویا آپ پہلی اسلامی ریاست کے وزیر خزانہ تھے۔ موذن اسلام کو وزارت خزانہ کی ذمہ داری سونپنا بھی اپنے اندر وسیع معنوی وانتظامی وسعت رکھتا ہے۔ زکوۃ کے علاوہ دیگر وسائل دولت مثلاًار کاز، دکانوں وغیرہ پر بھی شہری ریاست کو مقررہ ضابطوں کے مطابق ادائیگی کرتے تھے۔ اوران تمام مدات کی رقم اکٹھی کرنے کے لئے باقاعدہ افراد کا تقرر کیا گیا تھا۔ ان مدات سے حاصل ہونے والی ریاستی آمدن کے خرچ کا ضابطہ قرآن حکیم نے یوں بیان کیا:

إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۔[16]

"بیشک صدقات (زکوۃ) محض غریبوں اور محتاجوں اور ان کی وصولی پر مقرر کئے گئے کارکنوں اور ایسے لوگوں کے لئے ہیں جن کے دلوں میں اسلام کی الفت پیدا کرنا مقصود ہو اور (مزید یہ کہ) انسانی گردنوں کو (غلامی کی زندگی سے) آزاد کرانے میں اور قرض داروں کے بوجھ اتارنے میں اور اللہ کی راہ میں (جہاد کرنے والوں پر) اور مسافروں پر (زکوۃ کا خرچ کیا جاتا حق ہے)۔ یہ سب اللہ کی طرف سے فرض کیا گیا ہے۔ اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔"

اصولی طور پر یہ آیت مبارکہ اسلامی ریاست کے بجٹ کی بنیاد تھی۔ ہنگامی مہمات مثلاً غزوات وغیرہ کے موقع پر آپ اپنے خطبہ میں اہل مدینہ کو ترغیب دلاتے۔ اور لوگ مالی استطاعت اور ایمانی جذبے کے مطابق اس میں حصہ لیتے۔ بازنطینی ریاست سے جنگ کے موقع پر صحابہ کی مالی قربانیاں مثالی تھیں۔ اس میں حضرت عثمانؓ نے چالیس ہزار اشرفیاں دیں۔ حضرت علی نے دس ہزار درہم۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ نے اپنے تمام اثاثے قربان کر دیئے۔ الغرض پہلی اسلامی ریاست کے معیشت دنیادہ حکمت، اقتصادی بصیرت اور ایمانی و دینی جذبے کی صداقت سے تشکیل پا رہی تھی جو مستقبل میں صحت مند معاشی روایات کے آغاز کا باعث بنی۔

عہد نبویﷺ کے سرکاری عہدیداران

ریاست مدینہ میں شوریٰ کا نظام:

قرآن حکیم میں دی گئی الوہی رہنمائی کے تحت نبی اکرم ﷺ نے تمام معاملات ریاست کو مشاورت کے اصول پر استوار فرمایا۔[17] آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کی ایسی شوریٰ تشکیل فرمائی جس میں سیاسی اور انتظامی اہلیت کے حامل صاحب الرائے افراد شامل تھے۔ اس شوریٰ میں تمام ریاستی معاملات زیر بحث آتے تھے۔ ان میں عسکری، دفاعی، دینی، اقتصادی، انتظامی، بین القبائلی اور بین الاقوامی معاملات شامل تھے۔ ریاست مدینہ میں شوریٰ کا پہلا اجلاس نماز کے لیے بلانے کا طریقہ کار طے کرنے کے لیے تھا۔ متعدد آراء کے بعد اتفاق مروجہ اذان کے کلمات پر ہوا جس کی رائے بہ اختلاف روایات حضرت عبداللہ بن زید انصاریؓ اور حضرت عمر بن خطابؓ کے علاوہ متعدد دوسرے صحابہ کرامؓ نے دی تھی۔ مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر کے لیے جگہ کا انتخاب بھی مشورہ سے ہی ہو تھا۔ مواخاۃ کا نظام بھی فریقین کی باہمی مشاورت سے قائم کیا گیا تھا۔ مدینہ کہ یہودی قبائل کی مفتوحہ اراضی کی تقسیم انصار کے مشورہ و مرضی سے عمل میں آئی تھی۔ بحرین میں جب انصار مدینہ کو اراضی کے قطعے دیئے گئے انہوں نے اپنے جذبہ اخوت سے سرشار ہو کر اس وقت تک لینے سے انکار کیا جب تک ان کے مہاجر بھائیوں کو بھی اسی قدر نہ دیے جائیں۔[18]

واقعہ افک کے سلسلہ میں رسول اکرم ﷺ نے متعدد صحابہ کرامؓ سے مشاورت فرمائی۔[19] پردہ کے سلسلے میں حضرت عمر فاروقؓ کی مشاورت بالاخر قانون الٰہی بن کر نافذ و جاری ہوئی۔[20] صلح حدیبیہ کے موقع پر حضرت ام سلمہؓ کے مشورہ سے انتہائی نازک حالات میں آپ نے فیصلہ فرمایا۔ جنگ خیبر میں مسلم عورتوں کو ان

15 امام احمد بن حنبل، المسند، دار السلام للطبع والنشر الریاض، 2000ء، حدیث 17548

16 التوبہ 60

17 ترمذی، ابو عیسیٰ، محمد بن عیسیٰ، کتاب الاحکام، الجامع، دار السلام للطبع والنشر الریاض، 2000ء، حدیث، 3675

18 بلاذری، احمد بن یحییٰ بن جابر، انساب الاشراف، طبع مصر 1987ء، 168/2

19 الواقدی، محمد بن عمر بن واقدا لسهمي الأسلمي بالولاء، فتوح الشام، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1997ء، 3۔788

20 مودودی، ابوالاعلیٰ، اسلامی تہذیب اور اسکے اصول ومبادی، منشورات، لاہور، 1955ء، ص 87

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research Journal*
www. al-aasar.com/

Vol. 1, No. 4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

کی شدید خواہش واصرار پر شرکت کی اجازت دی گئی۔ فتح مکہ کے موقع پر حضرت ابوسفیان بن حرب اور حضرت عکرمہ بن ابی جہل اور دیگر اشراف کی جان بخشی اکابر صحابہ کے مشورہ پر ہوئی۔

حضرت ابوسفیان کے گھر کو دارالامان قرار دینے کا مشورہ حضرت عباسؓ دیا تھا۔[21] واقعہ ایلا کے سلسلہ میں حضرت عمر فاروقؓ نے مشیر نبوی کا کردار ادا کیا۔ اس طرح آپ ﷺ نے معاہدات کے سلسلہ میں خندق و خیبر کے غزوات کے دوران انصار کے بعض سرداروں سے مشورہ کیا۔

ریاست مدینہ کی مجلس شوریٰ:

ریاست مدینہ کی مجلس شوریٰ (Parliament) کی تعداد کم وبیش پچاس صحابہ کرامؓ پر مشتمل تھی۔ جن میں بعض صحابیات بھی شامل تھیں۔ طبقات ابن سعد کے مطابق حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد نئے خلفیہ کا انتخاب کرنے والی شوریٰ پچاس صحابہ کرامؓ پر مشتمل تھی۔ حضرت عمر فاروقؓ نے (نئے خلیفہ کے انتخاب کے بارے میں ہدایات دیتے ہوئے) فرمایا: "اے ابو طلحہ! اپنی قوم انصار کے پچاس افراد کے ساتھ ہو جاؤ، یہ وہ افراد ہیں جو اصحاب شوریٰ ہیں۔"[22]

اگرچہ شوریٰ میں عام افراد کی شمولیت پر کوئی پابندی نہ تھی مگر آپ عموماً مشورہ اہلِ رائے حضرت ہی سے لیتے تھے۔ جس میں مہاجرین وانصار کے تمام اکابر صحابہ شامل تھے۔ خاص بات یہ کہ ان کی اکثریت جوانوں پر مشتمل تھی جبکہ بزرگوں میں سے صرف چند افراد ہی شامل تھے۔ علاقائی اور قبائلی نمائندگی کے لحاظ سے ان کی غالب اکثریت کا تعلق وسطی عرب کے قبائل قریش وانصار سے تھا۔ ان میں بعض موالی بھی شامل تھے اور ان کی حیثیت کسی اعتبار سے بھی فروتر نہ تھی۔ اراکین شوریٰ کی یہ تفصیل شوریٰ میں ریاست کے طبقات کی جامع وہمہ گیر نمائندگی ظاہر کرتی ہے۔

عہد نبوی ﷺ میں نائبین نبوی کا تقرر:

ریاست مدینہ سے باہر جانے کی صورت میں سیاسی اور انتظامی اہمیت کے پیش نظر آپ ﷺ نے مختلف اوقات میں اپنے نائبین کا تقرر فرمایا وہ آپ ﷺ کی عدم موجودگی میں شہر مدینہ اور مرکزی حکومت کے تمام انتظامی معاملات کے نگران اور ذمہ دار ہوتے تھے۔ عہد نبوی ﷺ میں اس عہدہ پر کل بتیس (32) مرتبہ تقرریاں کی گئیں جبکہ نائبین رسول کی کل تعداد صرف تیرہ (13) تھی یعنی بعض خوش بخت صحابہ کرامؓ کو یہ سعادت بار بار ملی تھی۔ تاریخی ترتیب کے مطابق پہلے غزوہ ودان کے زمانے میں حضرت سعد بن عبادہؓ کو اور پھر غزوہ بواط کے دوران حضرت سعد بن معاذؓ کو یہ منصب عطا ہوا۔

ریاست مدینہ کی صوبائی انتظامیہ :

صوبائی انتظامیہ میں سب سے اہم فعال اور صاحب اقتدار طبقہ والیوں (Governors) کا تھا جو اپنی ولایات (Provinces) میں مکمل خود مختاری اور تمام فوجی، مالی، انتظامی اور مذہبی اختیارات رکھتے تھے۔ وہ صرف الوہی قانون اور ہدایات نبوی کے پابند تھے۔

صوبائی منتظمین کا تقرر مدینہ منورہ سے باہر کے علاقوں کی فتح کے بعد عمل میں آیا تھا اور ان میں سب سے پہلے خیبر، تیماء، وادی القریٰ اور قریٰ عربیہ کے علاقے تھے جن کے گورنر (والی) حضرت سواد بن غزیہ خزرجی، حضرت عمرو بن سعید اموی، حضرت یزید بن ابی سفیان اموی اور حضرت عبداللہ بن سعید امویؓ تھے۔[23] ان کا تقرر غالباً 7ھ/228ء ہی میں ہو گیا تھا۔ فتح مکہ کے بعد پہلے گورنر حضرت ہبیرہ بن شبل ثقفی تھے جلد ہی ان کی جگہ حضرت عتاب بن اسید اموی کی تقرری کی گئی جو بقیہ عہد نبوی اور ایک روایت کے مطابق حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں بھی اس منصب پر فائز رہے۔ وسطی عرب خاص کر مکہ مکرمہ کے قرب وجوار کے علاقے میں طائف اور جدہ کی ولایات تھیں۔ جن کے گورنر بالترتیب حضرت عثمان عمرو بن عاص ثقفی، حذیفہ بن یمان ازدی اور حارث بن نوفل ہاشمی تھے۔[24]

---

21 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الجہاد، دار السلام للطبع والنشر الریاض، 2000ء، حدیث 160

22 سنن ابی ابوداود، کتاب الوصایا، حدیث 2727

23 الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، حدیث 4895

24 ابن عبدالبر، الدرر فی اختصار المغازی والسیر، دار الفکر، مصر، 1966ء، 77/2

AL-AASAR Journal
Quarterly *Research* Journal
www. al-aasar.com/

Vol. 1, No. 4 (2024)

Online ISSN: 3006-693X

Print ISSN: 3006-6921

مشرقی ولایات میں حضرت عمرو بن عاص سہمیؓ مرکزی گورنر تھے جبکہ حضرت جعفر اور حضرت عبد فرزندان جلندی جو سابق فرماں روایان علاقہ تھے صوبائی گورنر یا منتظم تھے۔ بحرین کے سابق فرماں روا حضرت منذر بن ساوی تمیمی اپنے علاقہ میں حضرت علاء بن حضرمی اور ابان بن سعید اموی کے زیر نگرانی انتظامی امور کے ذمہ دار تھے۔ بحرین اور حضرت عمان کی ولایات دو دو علیحدہ انتظامی علاقوں میں منقسم تھیں جن کے لیے مرکزی نمائندے اور منتظم الگ الگ مقرر کئے جاتے تھے۔ مشرقی سواحل اور وسطی عرب کے درمیان آباد قبیلہ طے میں حضرت عدی بن حاتم حکمران تھے۔[25]

شمالی علاقہ میں جو حدود شام کے قریب تھا حضرت شرجیل بن حسنہ کندی کا مرتبہ و منصب گورنر جنرل کا تھا کہ ان کا صدر مقام ایلہ تھا اور وہ متعدد دوسرے ماتحت مرکزی منتظمین بھی رکھتے تھے جو مختلف علاقوں میں تعینات تھے، لیکن علاقہ کی وسعت، اختیارات کی ہمہ گیری اور شہرت عام کے اعتبار سے سب سے اہم گورنر حضرت معاذ بن جبل خزرجیؓ تھے جو پورے جنوبی عرب کے گورنر جنرل تھے اور یمن و حضرموت کے تمام مرکزی منتظمین اور والی ان کی ماتحتی میں کام کرتے تھے۔[26]

ان ماتحت گورنروں میں حضرت یعلی بن امیہ تمیمی (الجند) حضرت خالد بن سعید اموی (صنعائی) حضرت طاہر بن ابی ہالہ تمیمی (عک و اشعر) حضرت عکاشہ بن ثور غوثی (سکاسک و سکون) حضرت ابو عبیدہ بن جراح فہری (نجران) حضرت عمرو بن حزم خزرجی (نجران) حضرت ابو سفیان بن حرب اموی (جرش) حضرت سعید بن تشیب ازدی (جرش) حضرت ابو موسی اشعری (زبید، رمع، عدن اور ساحل) حضرت زیاد بن لبید خزرجی (حضرموت) حضرت عامر بن شہر ہمدانی (ہمدان) اور حضرت ابی امیہ مخزومی (کندہ) اسماء گرامی شامل ہیں۔[27]

حضرت معاذؓ اور ان کے ماتحت گورنروں کو تقرر حضرت باذان اور ان کے فرزند رشید حضرت شہر بن باذان ایرانی کے وفات کے بعد ہوا۔ ان دونوں ایرانی افراد نے 228ء سے 230ء تک یمن اور دوسرے علاقوں پر بطور اسلامی گورنر حکومت کی تھی۔ دراصل باذان ایرانی شہنشاہ کے گورنر تھے اور انہوں نے خسرو پرویز کے قتل کے بعد اسلامی ریاست سے وفاداری استوار کرلی تھی۔ رسول اکرم ﷺ نے ان کی صلاحیت کو دیکھتے ہوئے ان کو پورے یمن کا گورنر برقرار رکھا۔ ان کی موت کے بعد ان کے فرزند شہر نے صوبائی حکومت سنبھالی مگر مرکز کو فوراً صوبہ کے سیاسی حالات کے اتار چڑھائو کی اطلاع دی جس کے بعد مرکز سے حضرت معاذ بن جبلؓ اور ان کے معاونین کو بھیجا گیا تھا۔ ان نئے مرکزی منتظمین کی آمد کے فوراً بعد ہی حضرت شہر بن باذان کی شہادت یمن کے ایک مدعی نبوت اور اسود عنسی کے ہاتھوں ہوئی اور نئے گورنروں نے اپنی اپنی ولایت کے معاملات سنبھال لئے مگر جلد ہی ان کو کئی فتنوں کا سامنا ہوا جس کی سرکوبی میں وہ پوری طرح کامیاب و کامران رہے۔[28]

خلاصہ بحث و نتائج:

ریاستِ اسلامی میں حاکمیت واقتدارِ اعلیٰ کا منصوب اللہ تعالیٰ کیلئے اس کی تشریح اور اس کے اطلاقات کی ذمہ داری آنحضرت ﷺ کے سپرد کی گئی ہے اسی تصور حاکمیت کو آپؐ نے اپنی بہترین منصوبہ بندی سے عام کیا نظم و مرکزیت کیلئے اعلیٰ انتظامات کیے اور اس کی بنیاد پر ریاست مدینہ کا قیام عمل میں آیا یہ ایسا کارنامہ ہے جیسے اس ملک میں انجام دیا گیا جہاں نظم و مرکزیت کا تاریخ کے کسی زمانہ میں پتہ نہیں چلتا۔

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۔[29]

اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ۭ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ۔[30]

---

25 حمید اللہ، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ کی سیاسی زندگی، 164

26 الدرر فی اختصار المغازی والسیر، 147/1

27 ابن ہشام، السیرۃ النبویہ، 294

28 غازی، حامد الانصار، اسلام کا نظام حکومت، مکتبہ الاسلامی، دہلی، 1943ء، 58

29 الزمر: 6

AL-AASAR Journal
Quarterly Research Journal
www. al-aasar.com/
Vol. 1, No. 4 (2024)
Online ISSN: 3006-693X
Print ISSN: 3006-6921

آپ ﷺ نے ریاستی استحکام کی تشکیل کیلئے موثر اقدامات فرمائے۔ جس سے مختصر عرصہ میں ریاست مدینہ نے اپنے وجود و قیام کو پوری طرح ثابت کر دیا کہ یہ ریاست اپنی سالمیت وخود مختاری کی خوب حفاظت کر سکتی ہے جس میں قانون سازی، عام نظم ونسق، اخوت، تنفیذ و احکام، عدل و انصاف، مجلس شوریٰ کے قیام، تعلیم کی منصوبہ بندی، مضبوط مالیاتی نظام قائم کیے گئے۔

سفارشات

- سرکاری وانتظامی عہدوں پر نیک، دیانت دار، فرض شناس اور اہل افراد کا تقرر کیا جائے، جو اچھی شہرت کے حامل ہوں اور ملک و قوم سے مخلص اور وفادار ہوں۔
- ریاست سے کرپشن کے خاتمے، رشوت، بدعنوانی اور بدانتظامی کے سدباب کے لیے وفاقی اور صوبائی سطح پر محکمہ احتساب کو فعال بنایا جائے۔
- وفاقی اور صوبائی سطح پر سرکاری مناصب وذرائع سے وابستہ افراد کی کارکردگی کو موثر بنانے، اس میں فعالیت پیدا کرنے نیز بدعنوانی کے سدباب کے لیے ہر سطح پر مانیٹرنگ کا نظام وضع کیا جائے۔اور ان کے لیے تربیتی کورسز کا انعقاد کیا جائے۔
- محکمہ جات کے سربراہان کیلئے انعقاد کیئے گئے کورسز میں مطالعہ سیرت النبی ﷺ کے اسباق لازمی پڑھائے جائیں۔
- اسلامی نظریاتی کونسل کے ماتحت ایسے کورسز تیار کروائے جائیں جس سے اسلامی اصولوں اور قواعد کے مطابق پڑھانے کیلئے مواد تیار کیا جاسکے۔
- محکمہ جات کو صحیح امور کی ادائیگی کیلئے ہر قسم کے سیاسی دباؤ سے محفوظ رکھنے کیلئے بہتر اقدامات کرنے کی ضرورت ہے۔
- محکمہ جات میں مختلف کیڈر میں کام کرنے والے افراد کی مطالعات صحیح خطوط پر تربیت کیلئے ہر سطح پر مطالعہ سیرت پر مبنی نصاب سازی کی جائے جس کے مطابق تربیتی سیشنز رکھے جائیں۔

30الاعراف:54